Fikr-o-Nasar (Islamabad) 25:4 (1988)

علم حدیث میں جرح و تعدیل

محمد سعد صدیقی

قرآن کریم ، کتب و صحف ربانی کے سلسلۃ الذھب کی آخری کڑی ہے۔ جس کے بعد نزول وحی، بعثت انبیاء اور رسالت رسل کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ۔ کتب وصحف سابقہ کسی مخصوص قوم، محدود وقت اور معین زمانہ کیلئے مختص ہوا کرتی تھیں ۔ اسی بناء پر ان میں وھی ھدایات و احکام نازل کئے جاتے تھے جن کی اس زمانہ میں مخاطب قوم کو ضرورت ہوتی تھی ۔ قرآن کریم اقوام و امم اور وقت و زمانہ کی قیود سے بالاتر ایک ایسی کتاب ہے کہ جس میں وقت نزول سے تاقیامت آنے والی ہر قوم کیلئے ھدایات موجود ھیں خواہ کسی بھی خطہ ارضی میں آباد ھوں ۔ اسی بنا پر قرآن کریم میں احکام ، مسائل اور تعلیمات کے بیان میں جزئیات سے کم اور کلیات و قواعد اساسیہ سے زیادہ بحث کی گئی ہے ۔

دوسری جانب قرآن کریم کے نزول نے انسانیت کو ایک گھری اور کھلی گمراھی سے نجات دلائی اور گمراھی کی گھنگھور تاریکیوں اور اتھاہ گھرائیوں سے بچایا ۔ ان تاریکیوں کا اصل سبب اور ان کی بنیادی علت یہ تھی کہ انسانیت کے افراد باھم برسرپیکار تھے اور ایک دوسرے کی جان و مال اور عزت و آبرو کے دشمن تھے ۔ چنانچہ اس گمراھی کو مبدل بہ ھدایت اور اس عداوت کو مبدل بہ محبت کر دیا

گیا اور افراد انسانیت کو اخوت و موانست کی لڑی میں پرو دیا گیا۔
ارشاد الٰہی ہے۔

,, واذکروا نعمة الله علیکم اذ کنتم أعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخواناً وکنتم علی شفا حفرة من النار فأنقذکم منها ،، (۲)۔

(اور یاد کرو اس وقت کو جبکہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، پس تمہارے دلوں میں محبت پیدا کی ، اور تم اللہ کی نعمت سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے ایک گڑھے کے کنارے پر تھے ، تم کو اس سے نجات دی)۔

نفرت و عداوت کے بیج بونے میں غلط خبریں، بہتان واتہامات اور جھوٹی افواہیں بنیادی واساسی کردار ادا کرتی ہیں۔ چنانچہ اس بنیاد و اساس کو ختم کرنے کے لئے ایک اصول بنا دیا گیا کہ جب کوئی مخبر خبر لائے تو اس پر یقین و ردعمل سے قبل خبر و مخبر کی تحقیقات کی جائیں۔ اور صدق و کذب کے احتمالات و امکانات کو مدنظر رکھ کر مخبر کے کردار و عمل اور خبر کے پس منظر کی تحقیق و تدقیق کے بعد خبر کی صداقت یا کذب کا حکم لگایا جائے اور پھر اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ قرآن حکیم نے تحقیق مخبر اور تفتیش خبر کا یہ ایک اصولی حکم دیا ۔اس اصول کی بنیاد پر خبر کی نوعیت کے لحاظ سے تحقیق و تدقیق کے مختلف معیارات متعین کئے گئے ، اس سلسلہ میں سب سے زیادہ اہمیت اس بات کو دی گئی کہ خبر کا منتہی کون ہے اور یہ خبر کس سے منسوب کی جا رہی ہے چنانچہ جو خبر اللہ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کی گئی اس کی تحقیق کامعیار سب سے سخت رکھا گیا۔ اخبار نبی اور راویان حدیث کے متعلق اس تحقیق و تدقیق سے ,, علم اسماء الرجال ،، معرض وجود میں آیا۔ جس میں مختلف رواۃ کے احوال سے

بحث کی جاتی ہے اور اس علم میں رواۃ کے اوصاف اور سیرت و کردار کے بیان کو ,, جرح و تعدیل " سے تعبیر کیا گیا ہے۔ زیرنظر مقالہ میں علم جرح و تعدیل پر بحث کی جائے گی۔جس سے یہ بات واضح ہوگی کہ قبول حدیث میں رواۃ کیلئے کس قدر کڑی شرائط اور اعلی معیارات متعین کئے گئے تھے ، ان معیارات و شرائط کے ہوتے ہوئے ، حدیث کو شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھنا غض بصر کے سوا کچھ نہیں ۔

جـرح و تعدیل کا مفہوم (لغوی)

جرح :

جیم کے فتح کے ساتھ اس کے لغوی معنی بیان کرتے ہوئے ابن منظور لکھتے ھیں :

اثـر فیه السـلاح " (۳)

کسی هتهیار سے متاثر کرنا (زخمی کرنا)

جراح زخم کو کہا جاتا ہے اور جراحات اُس کی جمع ہے۔ لفظ جرح کے عربی زبان میں استعمال کے متعلق ابن منظور کلام عرب کا ایک مقولہ نقل کرتے ھیں ۔

,,ویقال جرح الحاکم الشاهد اذا عثـر منه علی ما تسقط به عدالته من کذب وغیره (۴) "

(کہا جاتا ہے کہ حاکم نے گواہ پر جرح کی یعنی جبکہ حاکم کوشاهد کے متعلق کوئی اطلاع ملی ہو تاکہ اس جرح سے اس کی جهوٹ وغیرہ سے براءت ثابت ہو جائے) معلوم ہوا کہ کلام عرب میں تحقیق، تفتیش اور کسی شخص کے احوال کے متعلق دریافت اور جو گواهی یا خبر وہ دے رہا ہے، اس کے متعلق معلومات کا حصول جرح کہلاتا ہے۔

تعـدیل :

عدل سے مشتق ہے اور جور (ظلم) کی ضد ہے۔ کسی شے کو اس کے صحیح مقام پر رکھنا اور تعدیل سے مراد کسی کو عادل قرار دینا(۵) ۔

اصطلاحی مفہوم :

کسی روایت کے راوی کو عادل اور قوی قوت حافظہ کا مالک قرار دینا تعدیل اور کسی راوی کی قوت حافظہ یا اس کے کردار پر کسی ایسے ماہر فن کا طعن و اعتراض جو تعصب سے بالاتر رہتا ہو، جرح کہلاتا ہے (٦) ۔ رواۃ کے حالات و کوائف پر لکھی جانے والی کتب جن میں بعض راویوں کی تعدیل اور بعض رواۃ پر جرح کی جاتی ہے، کتب جرح و تعدیل کہلاتی ہیں ۔ علم حدیث میں جرح و تعدیل کے معیارات پر بحث کرنے سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جرح و تعدیل کی ضرورت،ابتداء اور اس کے تاریخی ارتقاء پر مختصر روشنی ڈالی جائے اس سے اسماء الرجال کے اس شعبہ کی عظمت کا علم ہوگا ۔

نواب صدیق حسن خان اس علم کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

,,ھو علم یبحث فیه عن جرح الرواۃ وتعدیلھم بألفاظ مخصوصة وعن مراتب تلک الالفاظ ,,(٧) ۔

(علم جرح و تعدیل وہ علم ہے کہ جس میں راویوں کی جرح اور ان کی تعدیل پر مخصوص الفاظ (اصطلاحات) کے ساتھ بحث کی جائے اور الفاظ کے اس فرق کی بنیاد پر مراتب مرتب کئے جائیں) ۔

یعنی جرح و تعدیل کی چند مخصوص اصطلاحات وضع کر لی جائیں اور ان متعین اصطلاحات کو فرق مراتب کیلئے استعمال کیا جائے ۔

ضـــرورت :

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیه وسلم کی حیات مبارکہ کو امت کیلئے ایک احسن نمونہ اور واجب التقلید طریقہ زندگی بتایا ہے۔ اور آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کو نہ صرف واجب

قرار دیا بلکه اپنی اطاعت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں مضمر قرار دیا ۔ ارشاد الٰہی ۔

,,لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ،، (۸) .

(بلاشبہ رسول خدا کی زندگی میں تمہارے لئے ایک بہترین نمونہ ہے)

اسی طرح فرمایا :

,,ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ ،، (۹)

(جس نے رسول کریم کی اطاعت کرلی ، بلاشبہ اس نے اللہ کی اطاعت کرلی)

کیونکہ نبی کا ہر قول و عمل بفحوائے ارشاد ربانی :

,,وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ،، (۱۰)

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواهش سے کلام نہیں فرماتے بلکہ وہ تو صرف اور صرف وحی ہوتی ہے جو آپ پر نازل کی جاتی ہے) ۔

اللہ ہی کا قول اور اس کی مرضی و منشاء کا پیکر و نمونہ ہوتا ہے۔ صحابہ کرام پر یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح و عیاں تھی اور کسی صحابی رسول کو اس سے سرمو انکار و انحراف نہ تھا ۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و اعمال کے مطالعہ و مذاکرہ میں صحابہ کرام عموماً اور اصحاب صفہ خصوصاً ہمہ وقت مشغول و منہمک رہتے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سنت نبوی کا یہ علم صحابہ کرام نے تابعین کی جانب منتقل کرنا شروع کیا ۔

صحابہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ افراد اور درسگاہ نبوت کے تلمیذ تھے ۔ عرب عموماً اور قریش خصوصاً جھوٹ کو بہت برا خیال کرتے تھے ۔ سیرت نبوی کے مکی دور میں قریش کے مظالم اور مسلمانوں پر کئے جانے والے جبر و تشدد کی ایسی

داستانیں موجود هیں که جن کو پڑھ کر آج بھی انسان اس وقت کے مسلمانوں کیلئے ستائش و آفرین کے کلمات ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مظالم اور جبرو تشدد کی اس پوری تاریخ میں یه بات ثابت نہیں که قریش مکه نے نبی کریم صلی اللہ علیه وسلم یا مسلمانوں پر کوئی جھوٹا الزام ، اتہام یا بہتان لگایا هو یا آپ صلی اللہ علیه وسلم سے کوئی جھوٹ منسوب کیا هو۔ اپنے اوپر جھوٹ کے الزام کو وہ اپنے لئے عار خیال کیا کرتے تھے۔ اس کی بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی هیں ۔ جن میں سے ایک سب سے نمایاں مقام رکھتی ہے۔

سنه ٦ هـ / سنه ٦٢٧ ء میں نبی کریم صلی اللہ علیه وسلم نے مختلف بادشاهوں کے نام اپنے مکاتیب میں ، دعوت اسلام دی تھی ، مختلف ملوک اور بادشاهوں نے ان خطوط پر مختلف تاثرات کا اظہار کیا تھا ۔ جن کو کتب سیرت و تاریخ میں نقل کیا گیا ہے۔ هرقل شاہ روم کے پاس بھی نبی کریم صلی اللہ علیه وسلم کا نامه مبارک پہنچا تو اس نے ابوسفیان کو جو اپنی تجارت کے سلسله میں وهاں گئے هوئے تھے، دربار میں طلب کیا اور نبی کریم کے بارہ میں کچھ سوالات کیئے ۔ ابوسفیان اس وقت تک مسلمان نه هوئے تھے ، هرقل نے ابوسفیان کے ساتھیوں کو ان کے پیچھے بٹھایا اور کہا که میں ابوسفیان سے نبی کریم کے متعلق کچھ سوالات کروں گا ، اگر یه جھوٹ بولے تو اس کی تردید کرنا ، ابوسفیان کہتے هیں :

,,لولا الحیاء من ان یاثروا علی کذبا لکذبت عنه ،، (١١)

(اگر مجھے یه حیا نه هوتی که یه لوگ مجھ پر جھوٹے هونے کا الزام لگائیں گے تو میں نبی کریم کے متعلق جھوٹ بولتا) ۔

معلوم هوا که ابوسفیان کو جھوٹ بولنے سے یه حیا مانع رهی که ان پر جھوٹے هونے کا الزام عائد کر دیا جائے گا ۔

عــرب و قــریش سے تعــلق رکھنے والی اس قــوم کے افــراد جب حلقـہ بگـوش اسـلام ہوئے اور قرآنی تعلیمات ، نبی کریـم کے ارشادات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے جب صدق و صفاء کی تعلیم اور جھوٹ سے بچنے کی نصیحت حـاصـل کی تو یہ عادت مزید پختہ ہو گئی اور اس قوم نے جھوٹ سے قطعاً کنارہ کشی اختیار کر لی ـ مزید یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور آپ کا جو تقدس صحابہ کے قلوب میں ایک دریا کی طرح موجزن تھـا ، آپ صـلی اللہ علیـہ وسـلـم سے کسی جھـوٹ کے منسوب کرنـے میں مانع تھا ، علاوہ ازیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جھوٹ منسوب کرنے پر نار جنہم کی وعید ,, من کذب علی متعمدا فلیتبوء مقعدہ من النار (١٢) " کی بنا پر نبی کریم سے جھوٹ منسوب کرنا صحابہ کرام کے تصورات سے کہیں بعید تھا ـ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حسن تربیت، آپ کی صحابیت کی فضیلت اور سیرت و کردار کی اس عظمت کی بنا پر قرآن کریم نے صحابہ کرام کیلئے اپنی رضا و خوشنودی کا اعلان اور ان کی توثیق و تعدیل کی ـ

ارشاد ھـوا :

,,والسابقون الاولون من المهاجرين والأنصار والذين اتبعوهم بأحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه "(١٣) ـ

(مہاجرین و انصار میں سے جو سابقین اولین ھیں اور جو نیکی کے ساتھ ان کی اتباع کرنے والے ھیں، اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ھوگئے)

,,والسابقون السابقون اولئک المقربون فی جنّٰت النعیم " (١٤)

(اور جو اعلی درجہ سے ھیں وہ تو اعلی درجہ کے ھی ھیں اور

وہ (اللہ سے) قرب رکھنے والے ھیں، اور یہ (مقرب لوگ) آرام کے باغوں میں ھوں گے)

سابقین اولین کی اس فضیلت و منقبت کو بیان کرنے کے بعد صحابہ کی ایک ایسی جماعت سے بھی رضا کا اعلان کیا گیا جس میں سابقین کے ساتھ متاخرین بھی تھے۔

,,لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ ،، (١٥)

(بیشک خدا راضی ھو گیا ان مؤمنین سے جنھوں نے آپ کے ھاتھ پر درخت کے نیچے بیعت کی)۔

آیات کے علاوہ متعدد احادیث میں صحابہ کرام کی عدالت و ثقاھت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہے۔ لہذا کوئی صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول و فعل کسی دوسرے صحابی سے نقل کرتا تھا تو جرح و تعدیل یا توثیق و تحقیق کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی (١٦)۔

علم الجرح و التعدیل کا تاریخی ارتقاء :

تحقیق و تفتیش یا جرح و تعدیل کا ثبوت قرآن کریم کی آیات اور نبی کریمؐ کے اقوال افعال واعمال کے علاوہ صحابہ کرام کی سنن سے بھی اخذ کیا جا سکتا ہے لیکن جرح و تعدیل کا یہ باب عموماً کسی فتنہ ، جھگڑے یا اختلاف کی صورت میں مدعی یا شاھد کیلئے تھا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر عہد صدیقی میں بھی قضایا اور فیصلے پوری جرح و تعدیل ، فریقین کے بیانات اور گواھوں کی گواھی اور ان پر جرح کے بعد کئے جاتے تھے۔

حضرت عمر فاروق کے دور حکومت میں ٢١ ھ / سنہ ٦٤١ء میں نہاوند فتح ھوا اور اس فتح کے ساتھ ھی بقول طبری فاروق اعظم نے لشکر اسلامی کو عجم میں گھسنے کا حکم دیا۔ علامہ طبری نے شعیب عن سیف عن محمد طلحہ ، مہلب ، عمرو اور سعید کی سند

سے یہ روایت نقل کی ہے :

,,لما رای عمر ان یزد جرد یبعث علیه فی کل عام حربا و قیل له لایزال هذا الداب حتـی یخـرج من مملکتـه اذن للنـاس فی الاسیاح فی الارض العجم حتی یغلبوا یزد جرد ,,(۱۷) ۔

(جب حضرت عمر نے یہ دیکھا کہ یـزد گـرد ہر سال اپنی قوم کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر آمادہ کرتا ہے اور آپ کو بتایا گیا کہ یزد گرد یہی طریقہ اختیار کیئے رکھے گا ۔ جب تک کہ اسے اس سرزمین سے نکال نہ دیا جائے ۔ چنانچہ عمر نے افواج اسلامی کو عجم کی سرزمین میں گھسنے کی اجازت دے دی یہاں تک کہ وہ یزد گرد پر غلبہ حاصل کرلیں) ۔

حضرت عمر فاروق کے دور حکومت میں مملکت اسلامیـہ کی سرحدیں شمال میں افریقہ تک جنوب میں کرمان تک، مشرق میں آرمینیہ تک اور مغرب میں عدن تک پھیل چکی تھی ۔ عجـم کی فتحوحات کا یہ سلسلہ جو فاروق اعظم کے دور میں شروع ہوا تھا ، ۹۳ھـ/ ۷۵۰ء میں حضرت علی کی شہادت کے بعد محمد بن قاسم کے ہاتھوں سندھـ کی فتح سے مکمل ہوا (۱۸) ۔ فتح سندھـ کے بعد اھل عرب کی سندھـ آمد و رفت اور اھل سندھـ کی عرب آمد و رفت کثرت سے ہونے لگی ۔ اھل عجم عموماً اور اھل سندھـ خصوصـاً حصول علم کیلئے حجاز و بغداد کے اسفار کرنے لگے ۔ ان اسفار علمیہ کے نتیجہ میں نہ صرف یہ کہ اھل علم کی صف میں عرب کے علاوہ معاجم بھی داخل ہونے لگے بلکہ بقول ابن خلدون غلبہ و اکثریت حاصل کرنے لگے ۔ ابن خلدون اپنا تجزیہ ان الفاظ میں پیش کرتے ھیں :

,,من الغریب الواقع ان حملة العلم فی الملة الاسلامیة اکثرهم العجم لا من العلوم الشرعیة ولا من العلوم العقلیة الا فی القلیل

النادر و ان کان منهم العربی فی نسبته فهو عجمی فی لغته »(١٩)۔
(عجائبات عالم میں سے یہ چیز ہے کہ ملت اسلامیہ میں علوم کے ماہرین میں سے اکثر عجمی ہیں ۔ خواہ وہ علوم شرعیہ ہوں یا علوم عقلیہ ، سوائے چند نادر لوگوں کے اور ان میں بھی جو لوگ نسب کے اعتبار سے عرب ہیں ، اپنی زبان کے اعتبار سے عجمی ہیں) ۔

سلطنت اسلامیہ کی اس وسعت اور علم کی اس وسیع تر اشاعت کے پیش نظر اس امر کی ضرورت پیدا ہو گئی تھی کہ روایت حدیث کے سلسلہ میں راویان کی تحقیق، تدقیق اور تفتیش کی جائے اور اس کے مطابق اس روایت پر حکم لگایا جائے ۔ کیونکہ مختلف رنگ و نسل اور قبائل و ممالک کے لوگ جو اسلام سے قبل مختلف نظریات و عقائد کے حامل تھے ، اس بات کے خواہاں تھے کہ اپنے سابق عقیدہ ، نظریہ یا عمل کے مشابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول یا عمل ثابت ہو جائے تاکہ اس نظریہ کو قانونی توثیق حاصل ہو جائے ۔ اس ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے دوسری صدی ھجری کے وسط میں تابعین کے زمانہ میں علماء جرح و تعدیل نے رواۃ پر تنقید و تحقیق کا سلسلہ شروع کیا ۔ دوسری صدی ھجری کے نصف اول میں یحیی بن سعید بن فروح القطان م ١٣٥ ھ/٦٢٧ء(٢٠) ھشام بن حسان، ابو عبد اللہ القردوسی بصری م ١٣٨ ھ (٢١) ، معمر بن راشد م ١٥٢ ھ/ ٦٩٧ء ((٢٢) نے اس علم کی بنیاد رکھی (٢٣) اور دوسری صدی ھجری کے اول نصف میں قائم شدہ اس بنیاد پر اس صدی کے نصف آخر میں جن علماء اجلاء اور ائمہ رجال نے تحقیقات کے دروازے کھولے ان میں شعبہ بن حجاج م ١٠٠ھ/سنہ ١٨٧ء(٢٤)، ابوخیثمہ زھر بن معاویہ م ١٧٧ ھ/سنہ ٩٣٧ء(٢٥)، مالک بن انس بن مالک م ١٧٩ھ/ ٩٥٧ء (٢٦)، عبد اللہ بن مبارک جو ابن مبارک کے نام سے معروف ہیں م ١٨١ھ/

۷۹۷ء حشیم بن بشیر سلمی م ۱۸۳ھ/ ۷۹۹ء (۲۸)، اور سفیان عیینہ م ۱۹۸ھ/ ۸۱۳ء (۲۹)، کے اسماء گرامی قابل ذکر ھیں (۳۰)۔

پہلی صدی ھجری کے اواخر ، ۹۹ھ/ ۷۱۷ء میں عمر بن عبدالعزیز نے علماء عرب کو عموماً اور والی مدینہ ابوبکر بن حزم کو خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث جمع کرنے کا حکم دیا تھا ، پہلی صدی کے اواخر میں شروع ہونے والی یہ تدوین حدیث تیسری صدی کے وسط میں اپنی انتہاؤں کو پہنچی ۔ اسی صدی میں جرح و تعدیل اور اسماء الرجال پر کتب کی تالیفات کا دور شروع ہوا ۔ تالیفات کتب میں ائمہ جرح و تعدیل نے دو اسالیب اختیار کئے ۔

۱ ۔ جرح و تعدیل پر مستقل کتب

۲ ۔ مجموعہائے حدیث کے حواشی میں رواۃ پر جرح و تعدیل ۔

ان دو اسالیب کے تحت جرح و تعدیل کے سلسلہ میں اس صدی میں حسب ذیل تحقیقات سامنے آئیں ۔ ان مؤلفات میں بعض صرف ثقہ رواۃ کے ذکر پر، بعض صرف ضعفاء کے بیان اور جبکہ بعض ثقاھت و ضعف سے قطع نظر راوی پر جرح و تعدیل میں مرتب کی گئی ھیں ۔

محمد بن سعد ۔ ابو عبداللہ محمد بن سعد بصری ۱٦۸ھ / سنہ ۷۸۴ء میں پیدا ہوئے آپ نے ھشام، سفیان ثوری ، ابن عیینہ ،ابن علیہ ، ولید بن مسلم جیسے کبار محدثین سے استفادہ کیا ۔ ابن سعد کو تمام اساطین رجال اور ائمہ حدیث نے ثقہ ، حجت، ثبت و صدوق تسلیم کیا ہے ۔ ابن ابی الدنیا جیسا مفکر و ادیب بھی ابن سعد کے درس میں بیٹھا کرتا تھا ۔ ان کی مرتب کردہ کتاب الطبقات الکبرٰی یا الطبقات الکبیر کو سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اخبار صحابہ و تابعین میں بنیادی و اساسی اھمیت حاصل ہے (۳۱) ۔

یحیی بن معین :

جرح و تعدیل کے امام شمار ھوتے ھیں ۔ عبدالسلام بن حرب ، عبداللہ بن مبارک ، حفص بن غیاث ، عبدالرزاق ،ابن عیینہ اور وکیع

جیسے کبار محدثین سے روایت نقل کرتے ھیں ۔ امام بخاری ، مسلم اور امام احمد بن حنبل کے استاد ھیں ۔ امام صالح بن محمد فرماتے ھیں کہ :۔

,, میں نے علل حدیث میں علی بن مدینی سے، فقه میں احمد بن حنبل سے اور تصحیف مشائخ یارجال ولکنی میں یحیی بن معین سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا ،، (۳۲) ۔

مدینه منوره مین ۲۳۳ھ/۸۴۷ء کو آپ کی وفات ھوئی (۳۳) ۔ ابن ندیم کے مطابق آپ کی بہت سی کتب ھیں ۔ جن میں کتاب التاریخ امتیازی مقام رکھتی ہے (۳۴) ۔

علی بن عبدالله بن جعفر بن المدینی :

آپ ابن المدینی کے نام سے پہچانے جاتے ھیں ۔ حافظ العصر شمار کئے جاتے ھیں ۔ علل الحدیث اور رجال میں خصوصی مہارت رکھتے تھے ۔ احمد بن ابی خیثمه نے آپ پر تشیع کا الزام لگایا ہے لیکن بقول امام بخاری آپ نے تشیع سے توبه کر لی تھی (۳۵) ۔ حافظ ذھبی فرماتے ھیں :

,,واما علی ابن المدینی فالیه المنتھی فی معرفة علل الحدیث النبوی مع کمال المعرفت بنقد الرجال وسعة الحفظ وتبحر فی ھذا الشان ،،(۳٦) .

(اور علی بن المدینی ، آپ علل حدیث نبوی میں مہارت کی انتہاؤں پر فائز ھیں ۔ نقد رجال میں کمال معرفت ، وسیع حافظه اور تبحر علمی رکھتے ھیں) ۔

امام بخاری کے مطابق آپ کی وفات سامرا میں ذیقعده ۲۳۴ھ/۸۴۸ء میں ھوئی (۳۷) ۔ علم جرح و تعدیل میں آپ نے حسب ذیل کتب تالیف فرمائیں :

کتاب المسند بعلله، کتاب المدلسین، کتاب الضعفی ، کتاب الاسماء والکنی ، (۳۸) ۔

محمد بن اسماعیل بخاری :

علم حدیث میں امام بخاری جس مقام پر فائز ھیں، وہ محتاج وضاحت و تعارف نہیں ۔ امام بخاری متن حدیث کے ساتھ اسناد کے بھی ماھر تھے ۔ سمرقند کی جامع مسجد میں چار سو علماء نے اسانید اور متون کو مخلوط کرکے امام بخاری کا امتحان لیا ، امام نے ان تمام اسانید اور متون کو علیحدہ علیحدہ کر دیا ۔ امام بخاری علاقائی اسناد میں کہ یہ سند عراقی ہے اور یہ شامی خاص مہارت رکھتے تھے آپ کی وفات ۲۵٦ ھ میں ھوئی (۳۹) ۔ آپ نے التاریخ الکبیر کے نام سے ایک کتاب مرتب کی جس میں ۱۲۷۱۵ راویوں کے احوال لکھے ھیں ۔ اور ان کی سندوں پر بحث کے علاوہ ان سے منقول روایات کو بھی نقل کیا ہے ۔ التاریخ الکبیر کے علاوہ آپ نے التاریخ الصغیر، التاریخ الاوسط، کتاب الاسماء والکنی اورکتاب الضعفی مرتب کی(۴۰) ۔

قبول حدیث میں راوی کی جرح و تعدیل کا یہ معیار ہے کہ آپ کی مرتب کردہ کتاب الجامع الصحیح کتاب اللہ کے بعد دنیا کی صحیح ترین کتاب مانی جاتی ہے ۔

مسلم بن حجاج القشیری :

امام مسلم بن حجاج القشیری علم حدیث میں امام بخاری کے بعد سب سے بڑا درجہ رکھتے ھیں ۔ ابوزرعہ رازی اور ابو حاتم رازی نے آپ کی اس جلالت شان کو تسلیم کیا ہے ۔ امام مسلم رواۃ کی جرح و تعدیل اور ان کی تحقیق و توثیق کا عظیم ملکہ اپنے اندر رکھتے تھے ۔ آپ کی وفات ۲٦۱ھ / ۸۷۴ء میں ھوئی ۔

کتاب المسند الکبیر علی الرجال، کتاب الاسماء والکنٰی ، کتاب الطبقات (تابعین) فن رجال میں آپ کی گراں قدر مؤلفات ھیں ،

علاوہ ازیں آپ نے مقدمہ صحیح مسلم میں علوم حدیث پر سیر حاصل بحث کی ہے اور حواشی مسلم میں رواۃ پر جرح و تعدیل بھی کی ہے(۴۱)۔

تیسری صدی کے وسط تک علم جرح و تعدیل کی بنیادیں پختہ ہو چکی تھیں اور ابو حاتم اور ابن الملقن کا دور تھا ۔ جنھوں نے اس علم و فن میں تنوع اختیار کیا ۔ چنانچہ اس دور میں احوال اسناد ، رجال ، تاریخ ، طبقات ، وفیات پر کتب کی تصنیف کے علاوہ مدلس و کذاب کی حدیث کا درجہ، الفاظ و جرح و تعدیل اور ان الفاظ کے ذریعہ محدثین و رواۃ کے درجات متعین کیئے گئے ۔

چوتھی صدی ھجری کی ابتداء میں ابو محمد عبدالرحمن بن ابی حاتم ۳۲۷ھ / ۹۳۸ء اس فن کے حافظ،شیخ وقت تسلیم کئے گئے ۔ آپ نے ابو زرعہ رازی ، محمد بن مسلم ، امام مسلم جیسے کبار محدثین سے کسب فیض کیا ۔ جرح و تعدیل میں آپ کو خصوصی ملکہ حاصل تھا ۔ ابن ابی حاتم کی کتاب الجرح والتعدیل کو اس فن میں خصوصی و امتیازی حیثیت حاصل ہے ۔ ایک جلد پر مشتمل اس کتاب کا مقدمہ ہے جو احکام جرح و تعدیل ، قوانین روایت اور جرح و تعدیل کرنے والوں کی شرائط پر مشتمل ہے ۔ چوتھی صدی ھجری میں ھی عبدالرحمن بن خلاد رامھر مزی م ۳۶۰ ھ نے ,, المحدث الفاصل بین الراوی والواعی ،، کے نام سے کتاب تالیف کی ۔ جس میں علوم و اصول حدیث اور جرح و تعدیل کی متعدد انواع کو جمع کیا ۔ اسی صدی میں ابو احمد عبد اللہ بن عد جرجانی م ۳۶۵ھ / ۹۷۰ء نے جو ابن عدی کے نام سے معروف ھیں ,, الکامل فی ضعفاء الرجال ،، مرتب کی ۔ ابن عدی نے اس کتاب کو دو حصص میں منقسم کیا ہے ۔

حصہ اول مقدمہ پر مشتمل ہے جس میں ان ماھرین تنقید کے اسماء گرامی ذکر کئے گئے ھیں جن کی رائے جرح و تعدیل میں سند کا درجہ رکھتی ہے ۔

دوسرے حصہ میں ان تمام رواۃ کو جمع کیا گیا ہے جن کو ائمہ جرح و تعدیل میں سے کسی کی طرف سے ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ اس کتاب کو دار الفکر بیروت نے سلطان احمد الثالث ۔ استنبول کے ، مکتبہ ظاهریه دمشق اور استنبول هی کے ایک اور مکتبہ میں موجود مخطوطات کی مدد سے آٹھ جلدوں پر شائع کیا ہے۔

ابن عدی نے اس کتاب میں یہ اهتمام نہیں کیا کہ صرف ان رواۃ کا ذکر کیا جاتا جن کو اجلاء محدثین ، اسماء الرجال اور اساتذہ جرح و تعدیل ضعیف قرار دیتے بلکہ هر ایسے راوی کو ضعفاء میں شمار کر لیا جن کے متعلق کوئی ایک روایت کسی ضعیف یا مجهول راوی کی طرف سے کذب کی ملی یا کسی خاص واقعہ میں راوی نے لاعلمی کی وجہ سے کوئی غلط بات کہی اور اس پر جھوٹ کا الزام لگایا گیا جو ایک اتفاقی امر تھا ۔ اس اصول کی بنا پر عمر بن خطاب، علی بن ابی طالب ، عبداللہ بن عباس ، عبداللہ بن سلام ، عبادہ بن صامت ، انس بن مالک، اور حضرت عائشہ ام المؤمنین (رضی اللہ عنهم اجمعین) جیسے کبار صحابہ ، سعید بن المسیب، عروہ بن زبیر بن العوام ، عطاء بن ابی رباح، حماد بن ابی سلیمان ، محمد بن مسلم زهری، جیسے کبار تابعین جن پر علم حدیث کا دارومدار ہے کو ضعفاء اور کذاب میں شمار کیا ہے (۳۲) ۔ راوی پر جرح اس شخص کی معتبر هوتی ہے جو جرح و تعدیل میں مهارت رکھتا هو ، رواۃ کے حالات پر دسترس اور راوی کی شرائط سے بخوبی واقف هو۔

پانچویں صدی هجری کے وسط میں خطیب بغدادی اس علم میں اهم خدمات سر انجام دیتے هیں چنانچہ ایک جانب وہ رجال بغداد پر ایک مبسوط کتاب ,, تاریخ بغداد،، تالیف کرتے هیں تو دوسری جانب روایت حدیث پر ,, الکفایه فی علم الروایة ،، تالیف کرتے هیں ۔ جو راوی کی شرائط اور علم جرح و تعدیل میں ایک سند کا درجہ رکھتی

ہے۔ اس کتاب کو دائرہ معارف عثمانیہ حیدر آباد دکن نے ۱۳۵۷ ھ میں طبع کرایا ۔ کتاب میں اصول جرح و تعدیل ، تصحیح و تعلیل اور الفاظ جرح و تعدیل پر مرتب ہونے والے درجات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ وسط پانچویں صدی کا یہ عرصہ جہاں جرح و تعدیل میں عروج و ترقی کا ہے وہاں کچھ ایسے مؤلفین بھی ہوئے جو عقائد و نظریات کے لحاظ سے ایسے طبقات سے منسلک تھے، جو صحابہ کرام کے سب و شتم اور ان کی شان میں گستاخیوں کا ارتکاب کیا کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں موضوع روایات کا ایک مجموعہ تیار ہو چکا تھا ، اگرچہ ائمہ جرح و تعدیل نے جانچ پڑتال کے بعد ان احادیث کو بے بنیاد اور موضوع قرار دیا تھا لیکن اسکے باوجود بعض مؤلفین نے ان روایات پر مدار کرکے صحابہ کرام کو طعنہ زنی کا نشانہ بنایا ۔ اس سلسلہ میں ابن عبدالبر نے اپنی کتاب ,, الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ,, میں ایسی روایات کو استیعاب سے جمع کیا ہے جن میں ایک صحابی کی طرف دوسرے صحابی کیلئے کوئی جرح و طعن منسوب ہو ، روایت کی ثقاہت ، راوی عدالت اور واقعہ کی درایت سے صرف نظر کرتے ہوئے ابن عبدالبر نے ایسی روایات جمع کیں جو قاری میں صحابہ کی عظمت کو گرانے والی ہیں ۔

علم جرح و تعدیل اپنے علو و ارتقاء کی منازل طے کرتا ہوا آٹھویں صدی میں داخل ہوتا ہے۔ اس صدی میں ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی م ۷۴۸ ھ/۱۳۴۷ء نے جو امام ذہبی کے نام سے معروف ہیں ، جرح و تعدیل میں سند کی حیثیت رکھتے ہیں ۔امام ذہبی نے احمد بن ہبة اللہ ، ابن عساکر ، ابن دقیق العید اور یوسف بن احمد قمولی سے شرف تلمذ حاصل کیا ۔ آپ تقریباً ۶۵ کتب کے مؤلف ہیں ۔ اسماء الرجال میں آپ کے حسب ذیل کارنامے ایک امتیازی مقام رکھتے ہیں ۔

۱ ـ النبلاء فی شیوخ السنة
۲ ـ طبقات الحفاظ
۳ ـ طبقات مشاهیر القراء
۴ ـ سیر النبلا
۵ ـ التحریر فی اسماء الصحابه
٦ ـ مشتبه النسبة
۷ ـ المقتنی فی المغنی فی الضعفاء
۸ ـ تذکرة الحفاظ ـ صحاح سته کے رواۃ کے تذکرہ پر مشتمل
۹ ـ میزان الاعتدال ـ یہ کتاب دراصل ضعفاء پر مشتمل ہے لیکن اس میں ثقہ رواۃ کے تذکرے بھی بکثرت ملتے ھیں ـ رجال ونساء ، اور کنیٰ و انساب کو علیحدہ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے (۴۳) ـ

نویں صدی ھی میں احمد بن علی بن حجر عسقلانی م ۸۵۲ ھ جو ابن حجر عسقلانی کے نام سے اہل علم میں پہچانے جاتے ھیں ، کے کارنامے ,, تہذیب التہذیب ،، الاصابه فی تمییز الصحابه ، تقریب التہذیب اور لسان المیزان کے نام سے سامنے آئے ـ ان مؤلفات نے علم جرح و تعدیل کو اپنے عروج کی انتہاؤں پر پہنچا دیا ـ

دسویں صدی میں اس فن کی خدمت کے حوالہ سے جو نام سب سے زیادہ امتیازی شان و مقام رکھتا ہے وہ جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی م ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء کا ہے جنہوں نے علم اصول حدیث اور قواعدجرح و تعدیل پر تدریب الراوی تالیف کرکے دنیائے علم کی ایک لازوال خدمت کی ہے ـ علامه سیوطی کی اس کتاب کو دار احیاء السنة النبویه، بیروت نے ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء میں جامعه ازہر کے استاد عبدالوهاب عبداللطیف کی تدوین و تعلیق کے ساتھ شائع کیا ہے ـ اس کتاب کی اشاعت میں مکتبه ازہر ، دار الکتب قاہرہ کے مخطوط نسخوں کے علاوہ دیگر کئی نسخوں سے مدد لی گئی ہے ـ(۴۴) ـ

علم جرح و تعدیل اور فن اسماء الرجال میں یہ تالیفات ، بنیادی، اساسی اور اولین مصدر کی حیثیت رکھتی ہیں ۔ بعد کے زمانوں میں اور موجودہ دور میں بھی اس علم کی خدمات سر انجام دی جا رہی ہیں جن کا تعارف طوالت کا موجب ہوگا ۔ جرح و تعدیل کی ان اساسی و بنیادی کتب میں جرح و تعدیل کے کیا معیارات رکھے گئے ہیں ؟ ان معیارات کیلئے جو اصطلاحات وضع کی گئی ہیں ان پر بحث سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جارح و معدل (جرح و تعدیل کرنے والے) کی شرائط پر کلام کیا جائے تاکہ اس معیار کا ادراک کیا جا سکے جس پر جارح یا معدل کو فائز ہونا چاہیئے ۔ کیونکہ جس طرح قبول روایت کیلئے راوی میں کچھ اوصاف و شرائط کا پایا جانا ضروری ہے اسی طرح راوی پر جرح و تعدیل کرنے والے میں کچھ اوصاف و شرائط کی پابندی ضروری ہے ۔

شرائط جارح و معدل :

خلافت راشدہ کے آخری دور میں مسلمانوں میں اختلافات رونما ہو گئے ، اور اس سبب سے مختلف طبقات کے لوگوں نے اپنے حق میں اور مخالفین کی مخالفت ، میں روایات بیان کرنا شروع کر دیں : چنانچہ اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ہر شخص کی جرح و تعدیل نہ قبول کی جائے بلکہ جارح و معدل کو کچھ شرائط کا پابند کر دیا جائے تاکہ اس طرح رواۃ بلا سبب مجروح نہ ہوں اور محض طبقاتی وابستگی کی بناء پر ان کی تعدیل نہ ہو ۔ عبدالحئی لکھنوی فرماتے ہیں :

,,یجب علیک ان لاتبادر الی الحکم بجرح الراوی بوجود حکمه من بعض اهل الجرح والتعدیل بل یلزم علیک ان تنقح الامر فیه . فان الامر ذو خطر وتهویل . ولا یحل لک ان تاخذ بقول کل جارح فی ای راو کان ،، (۳۵) ۔

(تیرے اوپر واجب ہے که اهل جرح و تعدیل میں کسی کی جرح
پر کسی راوی کو مجروح کرنے میں جلد بازی سے کام نه لے
بلکه تجھ پر لازم ہے که تو اس معامله کی تحقیق کرے اس لئے
که جرح و تعدیل ایک نازک اور مشکل معامله ہے۔ اور تیرے لئے
جائز نہیں که کسی راوی پر هر جرح کرنے والے کی جرح کو
قبول کرے) ۔

اس سے معلوم هوا که جب تک جرح و تعدیل کرنے والا ضروری شرائط کو پورا نه کرتا هو، اس وقت تک کسی راوی پر اس کی جرح قابل قبول نہیں ۔ وہ شرائط حسب ذیل هیں ۔

۱ ۔ **علم و تقویٰ :** جرح و تعدیل کرنے والوں میں سب سے پہلی اور بنیادی شرط یه ہے که وہ ذی علم، متقی ، صاحب ورع، اهل صدق میں سے هو، کیونکه کسی پر جرح و تعدیل کرنا ایک فیصله شرعی ہے اور فیصله شرعی کا حقدار صرف ایسا هی شخص هو سکتا ہے جو علم و دانش رکھتا هو ، زهد و تقویٰ کی صفت سے متصف اور صدق کا عادی هو (۳٦) ۔

۲ ۔ **اسباب جرح و تعدیل کا عالم :** جارح و معدل کی دوسری شرط یه ہے که وہ ان اسباب و عوامل کا بخوبی علم رکھتا هو ، جن کی بناء پر کسی راوی کو مجروح یا ثقه ثابت کیا جا سکتا ہے۔ بقول ابن حجر :

,,وتقبل التزکیه من عارف اسبابها لامن غیر عارف لئلا یزکی بمجرد ما یظهر له ابتداءً من غیر ممارسة واختبار ،، (۳۸) ۔

(اور تزکیه صرف اس شخص کا قبول کیا جائے گا جو اسباب تزکیه کی معرفت رکھتا هو تاکه کوئی شخص ابتداء میں محض ظاهری احوال کو دیکھ کر بغیر امتحان و آزمائش کسی کو مزکیّ قرار نه دے) ۔

۳-تصرفات کلام کا ماہر: حدیث کے راوی پر جرح کرنے والے یا اسے عادل ثابت کرنے والے کے اندر یہ وصف بھی پایا جانا ضروری ہے کہ وہ کلام عرب کے تصرفات ، اشتقاقات اور ابواب کی تبدیلی سے معانی کی تبدیلی پر پورا عبور رکھتا ہو۔ کسی بھی لفظ کو اس کے حقیقی معنی میں بھی استعمال کرتا ہو اور کسی ایسے لفظ سے جرح نہ کرتا ہو جو صراحۃ کسی عیب کو بیان کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو (۴۹)۔

۴-تعصب سے پاک ہو: جارح یا معدل ہر قسم کی خاندانی ، قبائلی یا علاقائی عصبیت سے پاک ہو اور جرح و تعدیل میں کسی قسم کے تعصب سے متأثر نہ ہوتا ہو (۵۰)۔

۵-متشدد نہ ہو: کسی ایسے جارح کی جرح بھی قابل اعتبار نہ ہوگی جو جرح کرنے میں تشدد کا مظاہرہ کرتا ہو اور کسی ادنیٰ وجہ جرح کی بناء پر بھی راوی کو مجروح قرار دیتا ہو۔ ابو حاتم نسائی ، ابن معین، ابوالحسن بن القطان ، یحیی بن سعید القطان اور ابن حبان جرح میں تشدد سے کام لیتے ہیں ۔ البتہ کسی راوی کیلئے ان کی تعدیل دیگر ائمہ جرح و تعدیل کے مقابلہ میں زیادہ قابل قبول اور راوی کو زیادہ ثقہ بنانے والی ہوتی ہے (۵۱)۔

۶-مجروح نہ ہو: کسی راوی پر جرح کرنے والا اگر ائمہ رجال کے نزدیک خود مجروح ہے تو اس کی جرح معتبر نہیں (۵۲)۔

آداب جرح و تعدیل

راوی پر جرح و تعدیل کے سلسلہ میں جارح و معدل مذکورہ شرائط کو پورا کرنے کے علاوہ جارحین و معدلین کیلئے جرح و تعدیل کے کچھ آداب و طرق بھی متعین کئے گئے ہیں ۔ شرائط کی تکمیل کے بعد ان آداب کا پورا کرنا بھی جرح و تعدیل کو معتبر بنانے کے لئے ضروری ہے۔

۱-تفسیر جرح کا بیان: کسی راوی پر جرح کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جارح وجہ جرح کی تفصیل کا ذکر بھی کرے۔ مبہم جرح ائمہ جرح و تعدیل کے ہاں قابل قبول نہیں کیونکہ اسباب جرح تعداد میں محدود و قلیل ہونے کے علاوہ ان میں سے کسی ایک سبب کے پائے جانے سے جرح ثابت ہو جاتی ہے۔ اور ایک سبب کا بیان ایک آسان امر ہے۔ دیگر یہ کہ اسباب جرح مختلف ہیں۔ ایک ہی سبب بعض ائمہ کے نزدیک جرح کی بنیاد بن سکتا ہے۔ جبکہ وہی سبب دیگر ائمہ کے نزدیک وجہ جرح نہیں بن سکتا۔ البتہ تعدیل میں وجہ تعدیل کی تفصیلات بیان کرنا ضروری نہیں کیونکہ وجوہ تعدیل تعداد میں کثیر ہیں اور راوی عادل میں ان سب کا پایا جانا ضروری ہے۔ ان سب کا ہر راوی کی تعدیل کے ساتھ بیان طوالت و اطناب کا موجب ہوگا (۵۳)۔

۲-اعتدال: جرح و تعدیل اعتدال اور میانہ روی پر مشتمل ہو کہ جس سے راوی کو اس کے جائز مقام و مرتبہ پر رکھا جائے نہ کسی کو اس کے اصل مقام سے بلند کیا جائے اور نہ کسی کو اس کے مرتبہ سے گرایا جائے (۵۴)۔

۳-بقدر ضرورت: کسی راوی پر جرح صرف اس قدر کی جائے جس قدر اس کی شرعی ضرورت و حاجت ہو۔ زائد از ضرورت یا بعد ضرورت کسی پر جرح جائز نہیں۔ اسی طرح صرف اس راوی پر جرح کی جائے جس پر جرح کی ضرورت ہو یعنی کوئی ایسا راوی جو روایات حدیث کو کثرت سے نقل کرنے والا ہو، اور اس میں احتیاط کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیتا ہو یا اس کی روایات دیگر رواۃ سے متصادم ہوں (۵۵)۔

اجتماع جرح و تعدیل:

اگر کسی ایک راوی میں جرح و تعدیل دونوں جمع ہو جائیں تو

دونوں میں سے کس کو ترجیح حاصل ہوگی ؟ اس سلسلہ میں حسب ذیل صورتیں سامنے آتی ہیں :

الف) اگر جرح و تعدیل دونوں مبہم ہوں تو تعدیل کو ترجیح حاصل ہوگی کیونکہ جرح کا مفسر ہونا شرط ہے۔

ب) اگر جرح مفسر اور تعدیل مبہم ہو تو جرح کو ترجیح حاصل ہوگی کیونکہ وجہ جرح کی تفصیل جارح کے معدل پر فائق فی العلم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

ج) اور اگر جرح و تعدیل دونوں مفسر ہوں ، جارح متعصب و متشدد نہیں ہے تو جرح کو ترجیح حاصل ہوگی۔ بصورت دیگر تعدیل کو (۵٦) ۔

جرح و تعدیل کے ان احکام و آداب سے یہ بات واضح ہو گئی کہ کسی راوی پر جرح مبہم قابل قبول نہیں ہے۔ بلکہ اس کو مجروح قرار دینے کے بعد اس کی وجوہ جرح کی وضاحت بھی ضروری ہے۔ پھر یہ بات بھی عیاں ہو گئی کہ جرح مفسر بھی ہر جرح کرنے والے کی معتبر نہیں بلکہ جرح کرنے والا اپنے اندر کچھ اوصاف کو پیدا کرنے والا، کچھ شرائط کو پورا کرنے والا ، علم حدیث میں خصوصی مہارت و دسترس رکھنے والا اور رجال حدیث کا ادراک رکھنے والا ہو ، مزید یہ کہ وہ الفاظ جرح و تعدیل سے اور ان کے استعمالات سے بھی بخوبی واقف ہو اور کسی راوی پر جرح یا تعدیل کا کوئی لفظ ثابت کرنے سے قبل جانتا ہو کہ یہ لفظ جن خصوصی معانی یا جن اوصاف کے حامل شخص کے لئے مستعمل ہے ، وہ صفات اس راوی کے اندر موجود ہیں یا نہیں۔ان تمام شرائط ، احکام و آداب کے بعد وہ رجال حدیث کے اسماء، القاب ، قبائل اور کنیتوں سے پوری واقفیت رکھتا ہو اور ناموں کی مشابہت کنیات کے ایک جیسا ہونے کی بناء پر کبھی غلطی ، غفلت یا سہو میں مبتلا نہ ہوا ہو۔

اس پر مستزاد یہ کہ اس کی جرح یا تعدیل کسی وطنی ، قبائلی ، خاندانی، مسلکی یا نظریاتی وابستگی یا عدم وابستگی کی بنا پر نہ ہو بلکہ اس قسم کے تمام تعصبات سے پاک ہو۔ چنانچہ ایسے جارحین یا معدلین کی جرح یا تعدیل معتبر نہ ہوگی جن کا طریق کار یہ رہا ہو کہ اپنے مسلک، نظریہ اور رائے کی حمایت میں روایت نقل کرنے والے تمام رواۃ عادل و صدوق اور مخالفت میں روایات نقل کرنے والے غیر ثقہ و کذاب قرار دیئے جاتے ہوں۔ خواہ ان کے مجروح کردہ رواۃ کو ائمہ رجال کی ایک بڑی جماعت نے ثقہ اور ان کی عدل ثابت کردہ رواۃ کی جماعت کو ائمہ جرح و تعدیل نے مجروح ثابت کیا ہو۔

جرح و تعدیل کے ان آداب کے بعد ائمہ رجال سے جرح و تعدیل نقل کرنے کیلئے بھی فکری، مسلکی، نظریاتی، قبائلی اور خاندانی عصبیت سے پاک ہونا ضروری ہے۔ یہ نہ ہو کہ اپنے نظریہ کی حمایت میں نقل کرنے والے تمام راویوں کی عدالت میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ اسے نقل کر دیا جائے اور ان پر جو جرح کی گئی ہو اسے نظر انداز کر دیا جائے ، اسی طرح اپنے مسلک و نظریہ کی مخالفت میں روایات نقل کرنے والے رواۃ کی جرح میں ائمہ رجال سے جو کچھ منقول ہے ، من و عن نقل کر دیا جائے اور تعدیل کے تمام اقوال یکسر نظر انداز کر دیئے جائیں ، یہ علمی تقاضوں اور علمی دیانت کے خلاف ہے۔

جرح و تعدیل اور نقل جرح وتعدیل کے ان آداب ، احکام اور ان کی شرائط کی اس بحث کے بعداب ان الفاظ و اصطلاحات پر بحث کی جائے گی جو جرح و تعدیل میں ائمہ رجال استعمال کرتے ھیں۔ پہلے ان کے لغوی و اصطلاحی معانی بیان کئے جائیں گے اور پھر ان پر مرتب ہونے والے مراتب کو بیان کیا جائے گا۔

الفاظ و مراتب جرح و تعدیل

الفاظ تعدیل، لغوی معنی

لغوی معنی کے بیان کیلئے ابن منظور کی لسان العرب کو ماخذ بنایا گیا ہے (۵۷)

لفظ	مادہ	معنی
ابصر	ب ص ر	صاحب بصیرت
اثبت	ث ب ت	زیادہ صحیح القلب
ارجاء	ر ج و	لا پرواهی
اضبط	ض ب ط	جو اپنے دونوں هاتھوں سے هرکام کرسکے
اعلم	ع ل م	زیادہ علم والا
امام الحدیث	ا م م	حدیث کا قائد و مطلح
امام السنة	ا م م	سنت کا قائد و مطلح
أوثق	و ث ق	زیادہ محکم
بالغ	ب ل غ	منتہی
تفرد	ف ر د	انفرادیت اختیار کرنا
ثبت	ث ب ت	صحیح القلب
ثقة	و ث ق	محکم
جید	ج و د	عمدہ
حافظ	ح ف ظ	محفوظ رکھنے والا

لفظ	مادہ	معنی
حجة	ح ج ج	دلیل
حسن	ح س ن	خوبصورت
خلف	خ ل ف	وعدہ خلاف
خیار	خ ی ر	صاحب خیر
رمی	ر م ی	گمان ـ الزام
شیخ	ش ی خ	جس سے بڑھاپا ظاهر هوگیا هو
صالح	ص ل ح	جو اپنے اعمال و معاملات میں فساد کا شکار نہ هو
صحیح	ص ح ح	جو نقصان سے محفوظ هو
صدوق	ص د ق	زیادہ سچا (صادق کا مبالغہ)
صویلح	ص ل ح	صالح کی تصغیر
ضابطہ	ض ب ط	جو کام کرسکے
عاقل	ع ق ل	صاحب ارب (دانش)
عدل	ع د ل	جس کا قول وحکم خوشی سے مانا جاسکے

لفظ	مادة	معنی	لفظ	مادة	معنی
عمدة	ع م د	پسندیدہ			
القدر	ق د ر	غنیٰ ـ بے نیازی			
قوی	ق و ی	طاقت والا			
لین	ل ی ن	نرمی (سختی کی ضد)			
لابأس بہ	ب ا س	بے خوف			
مامون	ا م ن	محفوظ			
مبسوط	ب س ط	صاحب فضیلت			
متقن	ق ی ن	صاحب فہم و فراست			
متماسک	م س ک	رک جانے والا			
متیقظ	ی ق ظ	بیدار مغز ـ مستحضر العلم			
متین	م ت ن	قوی ـ مضبوط			
مرضیٰ	ر ض ی	جس سے خوش ہوا جائے			
مقارب	ق ر ب	قرب رکھنے والا			
مقبول	ق ب ل	قابل قبول			
المنصب	ن ص ب	رسی کا مضبوط حصہ			
ورع	و ر ع	تقوی ـ خوف			
وسط	و س ط	درمیان			
یتشیع	ش ی ع	تشیع کا دعوی کرنا			
یکتب	ک ت ب	لکھنا			

اصطلاحی معنی :

بعض کثیر الاستعمال الفاظ،تعدیل کے اصطلاحی معنی اور قبول روایت کی شرط کے طور پر ان کی مراد پر بحث کی جائے گی ۔

عدالت : کسی راوی کی عدالت سے مراد یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو، بدعت کا مرتکب یا اس کی دعوت دینے والا نہ ہو اور کسی معاصی کبیرہ یا کسی ایسے کام میں ملوث نہ ہو جو اس کی عدالت کو مجروح کرنے والا ہو (۵۸) ۔

ضابط : کسی راوی کے ضبط سے مراد یہ ہے کہ راوی روایت کو کمال یقین و اعتماد کے ساتھ بیان کرے ۔ یہ اعتماد خواہ اسے اپنے حافظہ پر ہو یا کسی نوشتہ کی بنا پر (۵۹) ۔ اضبط اسی کا اسم تفضیل ہے جو اس صفت میں مبالغہ پر دلالت کرتا ہے ۔

ثبت : ثبت سے مراد وہ راوی جو عادل اور ضابط ہو (۶۰) ۔ اثبت اسی کا مبالغہ ہے ۔

متقن : جس کے اندر حفظ و یقین کی صلاحیت موجود ہو (۶۱) ۔

مراتب تعدیل (اعلی سے ادنی)

ائمہ جرح و تعدیل	مرتبہ اول	مرتبہ ثانی	مرتبہ ثالث	مرتبہ رابع	مرتبہ خامس
یحیی بن معین	ثقہ	لا باس بہ	صدوق ، مامون خیر (62)		
ابن ابی حاتم	عادل حافظ	صدوق		صالح الحدیث	
ابن الصلاح		محلہ صدق	شیخ		
نووی	ثبت الصدوق فی نقلہ ورع (١١ ح) حافظ حدیث متقن ثقہ حجہ	ورع (ن) ثبت کبھی وہم کا شکار ہو جاتا ہو	مغفل جس پر وہم ، خطاء غلطی یا سہو غالب ہو (63)	یکتب	
خطیب بغدادی	ثقہ ۔ متقن	صدوق محلہ الصدق لا باس بہ یکتب اس درجہ کے راوی کی روایت پر قبولیت سے پہلے غور کیا جائے گا ۔	شیخ یہ درجہ دوسرے سے کمتر ہے ۔ اسکی روایت بھی لکھی جائیگی اور اسپر غور ہوگا ۔	صالح الحدیث یکتب (جو لکھتا ہو) لین الحدیث لیس بقوی ضعیف الحدیث متروک الحدیث ذاہب الحدیث (64)	

ذہبی ، محمد بن احمد بن عثمان	ثبت حجة ثبت حافظ ثقه متقن ثقة ثقة	ثقة صدوق لا بأس به ليس به بأس	محله الصدق جيد الحديث صالح الحديث شيخ وسط شيخ حسن الحديث صدوق انشاء الله صويلح (65)		
عراقی	ثقة ثبت ثقة ثقة	ثقه ثبت متقن حجة حافظ ضابط	ليس باس صدوق	مامون خيار	محله الصدق صدق اس سے منقول ہے شيخ وسط وسط شيخ صالح الهديث مقارب الحديث جيد الحديث حسن الحديث صويلح صدوق انشاء الله (66)

ابن حجر عسقلانی	اوثق الناس اثبت الناس الیه المنتهی فی التثبت (جس میں دین میں احتیاط بدرجه اتم پائی جاتی ہے)	ثقه ثقه ثبت. ثبت ثقه حافظ عدل ضابط	شیخ قابل اعتبار (67)			
سیوطی ، جلال الدین	لا احد ثبت منه (اس سے زیادہ ثبت کوئی نہیں)	فلان لا یسأل عنه (فلاں کے متعلق سوال نہیں کیا جاتا)	ثقه ، متقن حجه عدل حافظ ضابط	صدوق محله الصدق لا بأس به	شیخ	صالح الحدیث (68)

مـــراتب جـــدید

ادنـــی	اوســـط	اعلی
دوسرے رواۃ کی تائید سے تقویت حاصل کرتے ہوں ایسے رواۃ کی روایات حسن لغیرہ ہوتی ہیں ۔ (69)	رواۃ کا وہ طبقہ جن کو ترمذی نے حسن قرار دیا ہو اور ابوداؤد نے سکوت اختیار کیا ہو ۔	رواۃ کا وہ طبقہ جن سے امام بخاری و مسلم نے احادیث تخریج کی ہوں ۔

تعدیل کے ان مراتب کو بیان کرنے کے بعد اب الفاظ جرح پر بحث کی جائیگی ۔ اس میں بھی ترتیب بالا کا لحاظ رکھا جائے گا کہ الفاظ جرح کے لغوی معنی ابن منظور کی لسان العرب (۷۰) کو اساس بنا کر بیان کیئے جائیں گے، ان کے اصطلاحی مفہوم پر بحث ہو گی اور بعد ازاں مراتب جرح کو جدول کی شکل میں واضح کیا جائے گا

الفاظ جرح لغوی مفہوم

لفظ	مادہ	معنی	لفظ	مادہ	معنی
ادنی	د ن ی	نیچا ۔گھٹیا	ارم	ر م ی	کمان
اکذب	ک ذ ب	زیادہ جھوٹا	اوہام	و ہ م	وہم کی جمع خطرات قلب
اہل الھوی	ہ و ی	نفس کی خواہش کی پیروی کرنیوالا	جہالۃ	ج ہ ل	غیر معروف ہونا
تجہم	ج ہ م	کریہ الوجہ۔ (فرقۃ جھمیۃ سے منسوب)			
دجال	د ج ل	جھوٹا	ذاہب	ذ ہ ب	چلنے والا
رکن الکذب	ر ک ن	کذب کا ستون (شدت کذب)	ساقط	س ق ط	گرا ہوا ۔حقیر
سفیہ	س ف ہ	کم عقل	سیئی الحفظ	س و ء	ناقص الحفظ
صاحب الھوی	ہ و ی	نفس کی خواہش کی پیروی کرنیوالا	ضعیف	ض ع ف	کمزور ۔قوی کی ضد
کذاب	ک ذ ب	جھوٹ ۔سچے کی ضد	لا یعتبر بہ	ع ب ر	ناقابل اعتبار
لین	ل ی ن	نرمی خشونت (سختی کی ضد)	مبتدع	ب د ع	کوئی نئی چیز ایجاد کرنیوالا

متروک	ت ر ک	چھوڑا ہوا	متہم	ت ہ م	جس کے اوپر کوئی الزام لگایا گیا ہو ۔
مجہول	ج ہ ل	غیر معروف	مخروم المروۃ	خ ر م	اعلی اخلاقی اقدار کو پامال کرنیوالا ۔
مدلس	د ل س	عیب کو چھپانا	مسردود	ر د د	مسترد کیا ہوا
مستور	س ت ر	مخفی	مضطرب	ض ر ب	متحرک ۔ بے چین
مطرح	ط ر ح	بعید ۔ دور	مطروح	ط ر ح	نفع سے دور غیر منفعت بخش
مطعون	ط ع ن	تیر کا زخمی ملعون (جس پر لعنت کی جائے	معدن الکذب	ع د ن	جھوٹ کا خزانہ جس میں جھوٹ ثابت ہو گیا ہو
مغفل	غ ف ل	جس میں ادراک و فہم نہ ہو	مقال	ق و ل	کچھ کہنا
منبع الکذب	ن ب ع	جھوٹ کا سرچشمہ	منتہی الکذب	ن ہ ی	جھوٹ کی انتہا جس شخص سے زیادہ جھوٹا کوئی شخص ہونا ممکن نہ ہو

منکر	ن ک ر	برا (معروف کی ضد)	مسود	و د د	تمنا رکھنا کثیر الخواہش
نظر	ن ظ ر	تامل	واہی	و ہ ی	نقصان زدہ / پھٹا ہوا ، کمزور
وضاع	و ض ع	گھڑنے والا ۔ جھوٹی روایتیں بنانے والا	ہالک	ہ ل ک	ختم کرنے والا ، ہلاک کرنے والا
یسرق	س ر ق	چوری کا عادی	یضع	و ض ع	گھڑنے کا عادی
یکذب	ک ذ ب	جھوٹ بولنے کا عادی			

اصطلاحی معنی :

اوهام ۔ متہم : کسی شخص کے اوهام میں مبتلا ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ روایات کے سلسلہ غالباً اور اکثر و بیشتر غلطی کا ارتکاب کرتا ہو۔ متہم بالکذب ایسے شخص کو کہا جائے گا جس پر جھوٹ کا الزام لگایا گیا لیکن ابھی ثابت نہ ہو۔ لیکن جس پر جھوٹ ثابت ہو جائے وہ کاذب اور اس کی روایت مردود ہے۔ عبدالرحمن بن مہدی، ابن مبارک، نسائی کے نزدیک ان کی روایات ترک کی جائیں گی (۱)

سئی الحفظ : وہ راوی جس کا حافظہ ناقابل اعتبار ہو۔

سفیان الراس ، ابن عمار اور یحیی بن سعید کے نزدیک ایسے راوی کی روایت کسی راوی کی تائید یا اس کے پاس کسی مکتوب شکل میں موجود ہونے کی صورت میں قابل قبول ہے۔ (۲)۔

ضعفاء : وہ راوی جس میں نقل عدل یا تام الضبط یا اتقان میں سے کوئی ایک صفت نہ پائی جائے ۔ (۳) ۔

ایسے رواۃ کی روایات احکام و مسائل حلال و حرام میں قابل قبول نہ ہوں گی البتہ فضائل و مناقب کے باب میں قابل اعتبار ہیں (۴) ۔

مبتدع ۔ اہل الھوی : اہل الھوی ایسا شخص جو دین میں اپنی طرف سے افعال و اعمال داخل کرتا ہو ۔ امام شافعی کے نزدیک اور ایک روایت کے مطابق سفیان ثوری اور ابویوسف کے نزدیک ایسے مبتدعین یا اہل الھویٰ کی روایت قابل قبول ہے جو جھوٹ کو حلال نہ سمجھتے ہوں اور وہ مردود الشھادۃ نہ ہوں ۔(۵) ۔

مدلس: سند کے عیب کو چھپانے والا اور اس کو اچھا ظاہر کرنے والا (٦٦) ۔

مغفل: ایسا راوی جو روایت حدیث میں غفلت اور لاپرواهی کا ارتکاب کرتا ھو ۔ عبداللہ بن عباس اور یحیی بن معین کے نزدیک اس کی روایت ناقابل قبول ہے جبکہ عبداللہ بن زبیر الحمیدی کے نزدیک اس جھوٹے کی روایت ناقابل قبول ہے جو دوران تدریس اپنی غفلت کی بنا پر جھوٹ اور سچ میں امتیاز نہ کر سکے (٦٧) ۔

منکر: ایسا راوی جو فحش غلطی یا کثرۃ غفلت کا ارتکاب کرتا ھو یا اس کی طرف سے فسق ظاہر ھوا ھو (٦٨) ۔

تمام ائمه اسماء الرجال اس بات پر متفق ھیں که ایسے راوی کی روایت قابل قبول نہیں ۔

مراتب جرح - ادنی سے اعلی

ائمہ جرح	مرتبہ اول	مرتبہ ثانی	مرتبہ ثالث	مرتبہ رابع	مرتبہ خامس
ابن ابی حاتم	لین الحدیث	لیس بقوی	ضعیف الحدیث	متروک الحدیث	
نووی			مضطرب	ذاہب الحدیث	
خطیب بغدادی				کذاب (79)	
ابن الصلاح	لین الحدیث	لیس بقوی	ضعیف الحدیث	متروک الحدیث	
	کتب حدیثہ (اسکی حدیث لکھی جائیں)	یکتب حدیثہ للاعتبار	مضطرب الحدیث	واہی الحدیث	
	ینظر فیہ (اس میں تامل ہے)		لا یحتج بہ (قابل حجت نہیں)	کذاب (60)	
	لیس بذاک		مجہول		
	لیس بذاک القوی				
	فی حدیثہ ادنی ضعف (اسکی روایت میں کچھ ضعف ہے)				

ابوزرعہ رازی	ضعیف ـ فیہ ضعف لیس بذاک القوی لیس بذاک الثبت لین الحدیث فیہ لین روی الحفظ (کامل الحفظ نہ ہو) یعرف و ینکر (کسی کے نزدیک معروف اور کسی کے نزدیک منکر)	لیس بقوی لین و لیس بقوی منکر الحدیث منکر الحدیث اختلط قبل موتہ (وہ منکر الحدیث جو موت کے وقت مخبوط الحواس ہو گیا ہو) واہی الحدیث	ضعیف الحدیث مقلوب یا منکر روایات نقل کرنے والا ـ ضعیف الحدیث ضعیف جدا (بہت ضعیف)	لیس بثقہ لا یحدث عنہ شئی (اس سے کوئی روایت نہ لی جائے) ایسا منکر الحدیث جو حدیث نہ لکھتا ہو ذاہب الحدیث متہم بالکذب واہی الحدیث منکر الحدیث	وضاع مبتدع (61) کذاب
عراقی	فیہ مقال ضعف (اس کو ضعیف قرار دیا گیا ہے) فیہ ضعف کسی کے نزدیک معروف کسی کے نزدیک منکر لیس بذاک المتین لیس بذاک القوی لیس بذاک حجۃ لیس بذاک عمدۃ لیس بذاک مرضی فیہ خلف مطعون سئی الحفظ لین	ضعیف منکر الحدیث مضطرب ضعفوہ (اس کو ائمہ نے ضعیف قرار دیا ہے) لا یحتج بہ	مردود الحدیث ضعیف جدا واہ مطروح ارم مطرح لیس بشیئ لا یساوی شیئا	لیس بثقہ ذاہب متروک فیہ نظر لا یعتبر عنہ سکتوا عنہ (جرح کے بیان سے ائمہ جرح خاموش رہے) متہم بالکذب ساقط ہالک	کذاب یضع یکذب وضاع دجال (62)

ذہبی ، محمد بن احمد بن عثمان	یضعف فیه ضعف وقد ضعف لیس بالقوی لیس بحجة لیس بذاک یعرف و ینکر فیه مقال تکلم فیه لین سئی الحفظ لا یحتج به اختلف فیه صدوق لکنه مبتدع (صدوق ہو لیکن مبتدع ہو)	واه لیس بشیٔ ضعیف جدا ضعفوه ضعیف و واه منکر الحدیث	متروک لیس بثقة وسکتوا عنه ذاهب الحدیث فیه نظر ہالک ساقط	متہم بالکذب متفق علی ترکه (جس کے ترک پر ائمہ کا اتفاق ہو)	دجال کذاب وضاع یضع الحدیث (83)
ابن حجر عسقلانی	لین سئی الحفظ فیه ادنی مقال (جس کے بارے میں بہت معمولی کہا گیا ہو)	دجال وضاع کذاب	اکذب الناس منتہی الرجال منتہی الکذب منتہی الوضع رکن الکذب (84)		

جرح و تعدیل پر اس بحث سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہوا کہ حدیث کے قبول کرنے میں ائمہ حدیث و رجال نے جرح و تعدیل کے کس قدر سخت اور کڑے معیارات رکھے ہیں ۔ ان معیارات پر پرکھے بغیر کسی راوی کی حدیث قابل قبول نہیں ہوتی اور پھر راوی کے فرق مراتب کے لحاظ سے روایت کے مراتب بھی متعین کئے گئے ہیں ۔ تمام روایات کی تنقیح کر دی گئی ہے ۔ حق و باطل ، قوی و ضعیف، صحیح و موضوع کے درمیان خط امتیاز کھینچا جا چکا ہے ۔ رواۃ پر جرح و تعدیل اور ان کے حالات زندگی پر مشتمل یہ علم جس کو اسماء رجال کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ، دین اسلام کی ایک ایسی امتیازی خصوصیت ہے کہ جو دنیا کے کسی مذہب ، دین ، ملت یا امت کو حاصل نہیں ہوئی ۔ جرح و تعدیل پر ان خدمات، اسماء الرجال پر وقیع کتب کی علمی دنیا میں موجودگی کے بعد ، حدیث پر ایمان کو روایت پرستی سے تعبیر کرنا، خود ساختہ مذاہب کیلئے حدیث وضع کرنے کا الزام ایک ایسا اتہام ہے جو الزام لگانے والے کے غض بصر یا تنگ نظری پر دلالت کرتا ہے ۔ پرویز لکھتے ہیں :

,,مذہب نے اپنا جال بچھانے کیلئے یہ تمام حربے استعمال کئے لیکن اس کے باوجود اسے اپنی کامیابی کا کبھی اطمینان نہیں تھا اس لئے کہ لوگ مذہب سے ان تمام باتوں کی سند مانگتے تھے، اور قرآن سے ان کی سند ملتی نہیں تھی اس کے لئے مذہب کو ایک بڑی مقدس پناہ ڈھونڈنی پڑی، اور یہ تھی روایات پرستی کی پناہ ۔ روایات سازی ویسی ہی آسان تھی جیسی پہلے مذاہب میں کتاب اللہ کی تحریف بلکہ جیسا آگے چل کر بتایا جائے گا، اس سے بھی زیادہ آسان ، جس کسی کے جی میں آیا عربی کا ایک فقرہ گھڑا اس کے پہلے حدثنا زید عن عمرو عن بکر قال قال رسول اللہ ،، کے الفاظ بڑھا دیئے ۔

لیجیئے یہ عربی کا فقرہ مذہب کی سند (حدیث رسولؐ) بن گیا(۸۵) ۔

پرویز کے مذکورہ الفاظ جن خیالات و نظریات کی عکاسی کر رہے ہیں ، ان سے یہ بات بخوبی سمجھ میں آتی ہے کہ ان کے نزدیک علم جرح و تعدیل کا کوئی وجود نہیں جو بھی شخص عربی زبان کا ایک جملہ بنانے پر قادر ہے جملہ بنا کر چند نام اس سے پہلے لگا کر اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کر سکتا ہے۔

ظاہر ہے کہ اس نظریہ کو کوئی مسلمان تو کجا ادنیٰ شعور و احساس رکھنے والا انسان بھی گوارہ نہیں کر سکتا ۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو محدثین نے حصول حدیث کیلئے سفر کی صعوبتیں کیوں برداشت کیں ۔ حجاز، عراق اور کوفہ و بصرہ کے لئے یہ محدثین ہمہ وقت کیوں پابہ رکاب رہتے تھے ۔ کیا یہ حضرات عربی کے چند جملے بنانے پر قادر نہ تھے ؟

امام بخاری ، امام مالک، امام مسلم ، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، امام طحاوی اور دیگر ائمہ حدیث نے جمع و تدوین حدیث کے لئے جو جو مساعی و محنتیں کی ہیں وہ تاریخ کے انمٹ نقوش کا حصہ ہیں ۔ کیا یہ تمام سعی و محنت صرف اس لئے تھی کہ عربی کے چند جملے لکھنے آ جائیں اور کچھ نام معلوم ہو جائیں جن کو سند کے طور پر استعمال کیا جا سکے ؟ اگر حدیث کا صرف یہی معیار ہے تو بغداد کی جامع مسجد میں ۱۰ محدثین نے امام بخاری کا امتحان کیوں لیا تھا ؟ عمر بن عبدالعزیز نے جمع و تدوین حدیث کا حکم کیوں دیا تھا ۔ اس پر امام اوزاعی ، ابن مبارک نے اس قدر محنتیں کیوں کی تھیں ؟

جرح و تعدیل کا جو معیار حدیث کے سلسلہ میں قائم کیا گیا علم و تحقیق کی دنیا میں اس سے زیادہ ممکن ہی نہیں ۔ اور بے شک یہ

مسلمان علماء و محققین کا وہ کارنامہ ہے جس پر بجا طور پر فخر کیا جا سکتا ہے۔

حـــواشـــی

۱ ۔ ۴۹ ، الحجرات .٦
۲ ۔ ۳ ، آل عمران ، ۱۰۳.
۳ ۔ ابن منظور ، لسان العرب ، قاهره ، دار المعارف ، ج ۱ ، ص ٥٨٦ ذکر جرح حواله بالا
۴ ۔ حوالا بالا
۵ ۔ ایضاً ، ج ۴ ، ص ۲۸۳۸ ، ۲۸۳۹
٦ ۔ الطحان ، محمود الدکتور ، تیسیر مصطلح الحدیث ، بیروت ، ، دار القرآن ، ص ۱۳۹
۷ ۔ قنوجی، صدیق بن حسن نواب، ابجد العلوم، لاهور، المکتبة القدوسیه، ۱۹۸۳، ج ۲،ص ۲۱۱ .
۸ ۔ ۳۳ ، الاحزاب ، ۲۱
۹ ۔ ۴ ، النسـاء ۸۰
۱۰ ۔ ۵۳ ، النجم ، ۳
۱۱ ۔ بخاری ، محمد بن اسماعیل ، الجامع الصحیح ، کراچی ، اصح المطابع ، ج ۱، ص ۳باب بدء الوحی الی رسول الله صلی الله علیه وسلم
۱۲ ۔ ایضاً ج ۱ ، ص ۲۵ ، کتاب العلم ، باب اثم من کذب علی النبی صلی الله علیه وسلم
۱۳ ۔ ۹ ، التوبه ، ۱۰۰
۱۴ ۔ ٥٦ ، الواقعه ، ۱۰ تا ۱۲
۱۵ ۔ ۴۸، الفتح ، ۱۸
۱٦ ۔ صحابه پر قبول روایت کے لئے جرح و تعدیل اور تحقیق و تدقیق کے قائلین بعض روایات سے استدلال کرتے هیں جن میں بظاهر ایسا محسوس هوتا ہے که روایات قبول کرنے میں بهی جرح و تعدیل اور بینه و شهادت طلب کی جاتی تهی ، اس کی تفصیل کیلئے دیکھئے ۔ ابن قتیبه ، ابو محمد عبدالله بن مسلم ، تاویل مختلف الحدیث ، قاهره ، مکتبه الکلیات الازهریه ، ابن قتیبه نے ان تمام واقعات کو نقل کیا ہے اور ان کی صحیح حقیقت کو واضح کیا ہے۔
۱۷ ۔ طبری ، ابو جعفر محمد بن جریر ، تاریخ الامم والملوک ، دمشق ، دار الفکر ، ج ۲ ، جزو لم ، ص ۲۳۲
۱۸ ۔ ابن کثیر ، ابو الفداء اسمعیل بن عمر ، البدایة والنهایة ، لاهور ، مکتبه قدوسیه ، ج ۹ ، ص ۸۷
۱۹ ۔ ابن خلدون ، عبدالرحمن بن محمد ، مقدمه ابن خلدون ، بیروت ، موسسه الاعلی للمطبوعات ، ص ۵۳۳
۲۰ ۔ تفصیلی تعارف کیلئے دیکھئے ۔ ابن حجر ، احمد بن علی العسقلانی ، تهذیب التهذیب ، حیدر

آباد ، دائرہ معارف ، ۱۳۲۷ ، ج ۱۱ ، ص ۲۱۶
۲۱ ـ ذھبی ، محمد بن احمد بن عثمان ، میزان الاعتدال فی نقد الرجال ، سانگلہ ھل ، مکتبہ اثریہ ، ج ۳ ، ص ۲۹۵ تا ۲۹۸
۲۲ ـ ابن حجر ، کتاب مذکور ، ج ۱۰ ، ص ۲۳۳
۲۳ ـ قنوجی ، صدیق بن حسن خان نواب ، ابجد العلوم ، لاھور ، مکتبہ قدوسیہ، ۱۹۸۳ء ، ج ۲ ، ص ۲۱۲
۲۴ ـ ابن حجر ، کتاب مذکور ، ج ۳ ، ص ۳۳۸
۲۵ ـ ایضاً ج ۳ ، ص ۳۵۱
۲۶ ـ ایضاً ج ۱۰ ، ص ۵
۲۷ ـ ایضاً ج ۵ ، ص ۳۸۲
۲۸ ـ ذھبی ، کتاب مذکور ، ج ۳ ، ص ۳۰۶ تا ۳۰۸
۲۹ ـ ابن حجر ، کتاب مذکور ، ج ۳ ، ص ۱۲۰
۳۰ ـ السیوطی ، جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر ، تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی ، بیروت ، دار الکتب العلمیہ ، ۱۹۷۹ ، ج ۱ ، ص ۳
۳۱ ـ ابن حجر ، تھذیب التھذیب ، ج ۹ ، ص ۱۸۲
۳۲ ـ ایضاً ، ج ۱۱ ، ص ۲۸۳
۳۳ ـ ایضاً ، ج ۱۱ ، ص ۲۸۰ تا ۲۸۸
۳۴ ـ ابن ندیم ، محمد بن اسحق ، الفھرست ، بیروت ، دار المعرفة ، ص ۳۲۲
۳۵ ـ ذھبی ، میزان ، ج ۳ ، ص ۱۳۰
۳۶ ـ ایضاً ، ج ۳ ، ص ۱۳۱
۳۷ ـ بخاری ، محمد بن اسمعیل ، التاریخ الکبیر ، بیروت ، دار الکتب العلمیہ (۳۲۱۳) ج ٦ ، ق ۳ جزو ۳ ، ص ۲۸۳
۳۸ ـ ابن ندیم ، الفھرست ، ص ۳۲۲
۳۹ ـ عبد العزیز محدث دھلوی ، شاہ ، بستان المحدثین ، اردو ترجمہ عبد السمیع ، مولانا ، کراچی ، میر محمد ، ص ۱۷۰ تا ۱۷۳
۴۰ ـ ابن ندیم ، الفھرست ، ص ۳۲۱ ، ۳۲۲
۴۱ ـ عبدالعزیز محدث ، کتاب مذکور ، ص ۱۷۷ تا ۱۸۰
۴۲ ـ ابن عدی ، ابو احمد عبداللہ ، جرجانی ، الکامل فی ضعفاء الرجال ، بیروت ، دار الفکر ، ج ۱ ص ٦۱ تا ۷۰
چوتھی صدی ھی میں امام علی بن عمر دار قطنی نے ,, کتاب الضعفاء والمتروکین " کے نام سے ضعیف و متروک راویوں کی ایک فھرست مرتب کی ـ امام نے کیونکہ اس میں رواۃ پر جرح نہیں کی اس لئے اس پر بحث نہیں کی گئی ـ
۴۳ ـ ذھبی ، محمد بن احمد بن عثمان ، میزان الاعتدال ، سانگلہ ھل ، مکتبہ اثریہ ، ج ۱ ، مقدمہ .
۴۴ ـ سیوطی ، تدریب ، ج ۱ ، ص ۳۲
۴۵ ـ عبدالحئی لکھنوی ، الرفع والتکمیل فی الجرح و التعدیل ، لکھنو ، مطبع نوائے محمد ، ۱۳۰۱ھ، ایقاظ ، ۱۸ ، ص ۱۸

۴۶ـ عتر ، نور الدین ، منهج النقد فی علوم الحدیث ، دمشق ، دار الفکر ، ۱۹۸۱ ، ص ۹۳
عبدالحئی ، کتاب مذکور ، ص ۱۶ تا ۱۸

۴۷ـ ابن حجر ، احمد بن علی العسقلانی ، شرح نخبة الفکر ، کوئٹه ، مکتبه اسلامیه ، ص ۲۴۷

۴۸ـ ابن حجر ، شرح نخبة ، ص

۴۹ـ عتـر ، کتاب مذکور ، ص ۹۳

۵۰ـ ایضـاً ، ص ۱۰۰

۵۱ـ عثمانی ، ظفر احمد مولانا، مقدمه اعلاء السنن ـ قواعد فی علوم الحدیث ، کراچی ، اداره القرآن والعلوم الاسلامیه ، ج ۱ ، ص ۱۱۰
عبدالحئی ، کتاب مذکور ، ص ٦

۵۲ـ ایضـاً ، ج ۱ ، ص ۱۰۹ ، عبدالحئی کتاب مذکور ، ص ۱۸

۵۳ـ مولانا عثمانی ، کتاب مذکور ، ج ۱ ، ص ۱۰۳

۵۴ـ عتـر ، منهج النقد ، ص ۹۵

۵۵ـ حواله بالا

۵۶ـ عتر ، منهج النقد ، ص ۱۰۰
مولانا عثمانی ، مقدمه ، ص ۱۰۷ ، ۱۰۸

۵۷ـ ابن منظور ، لسان العرب .
۱.۳۶۷ ، ۳.۱۶۰۴ ، ۴.۲۵۴۹ ، ۴.۳۰۸۳ ، ۱.۱۳۳ ، ۱ . ۱۳۳ ، ۱ ، ۶.۴۷۶۴ ، ۱.۳۳۵ ، ۵.۳۳۷۵ ،
۱.۳۶۷ ، ۶.۴۷۶۴ ، ۱.۷۳۷ ، ۲.۹۲۸ ، ۲.۷۷۹ ، ۲.۸۷۶ ، ۲.۱۲۴۱ ، ۲.۱۲۹۹ ، ۳.۱۷۴۱ ،
۴.۲۵۷۳ ، ۴.۲۴۷۹ ، ۴.۲۴۰۲ ، ۴.۲۴۶۷ ، ۴.۲۴۷۹ ، ۴.۲۵۴۹ ، ۴.۳۰۴۶ ، ۴.۲۸۳۸ ،
۴.۳۰۹۹ ، ۵.۴۷۸۸ ، ۵.۳۵۴ ، ۵.۴۱۶۷ ، ۱.۱۹۹ ، ۱.۱۴۷ ، ۱.۴۳۷ ، ۱.۲۸۳ ، ۶.۴۲۰۳ ،
۶.۴۹۴۶ ، ۶.۴۱۳ ، ۵.۳۵۶۸ ، ۵.۳۵۱۸ ، ۶.۴۴۳۵ ، ۶.۴۸۱۴ ، ۴.۴۸۳۱ ، ۴.۲۴۷۷ ، ۵.۴۷۱۶

۵۸ـ حاکم ، ابو عبدالله محمد بن عبدالله نیشاپوری ، معرفة علوم الحدیث، قاهره، دار الکتب المصریه ، ۱۹۳۷ء ، ص ۵۳

۵۹ـ الطحان ، تیسیر مصطلح ، ص ۳۳

۶۰ـ سیوطی ، تدریب ، ج ۱ ، ص ۳۳۲

۶۱ـ ملا علی قاری ، شرح نخبة الفکر ، کوئٹه مکتبه اسلامیه، ۱۳۹۷هـ ، ص ۱۲۱

۶۲ـ سیوطی، تدریب ، ج ۱ ، ص ۳۳۳

۶۳ـ ابن ابی حاتم رازی ، محمد عبدالرحمن ، الجرح والتعدیل ، بیروت ، دار احیاء التثراث العربی ، ۱۹۵۲ء ، ج ۱ ، ص ۱۰ ، سیوطی ، تدریب ج ۱ ، ص ۳۳۲

۶۴ـ خطیب بغدادی ، ابوبکر احمد بن علی ، کتاب الکفایه فی علم الروایه ، حیدر آباد (دکن) ، دائره معارف ، ۱۳۵۷هـ ، ص ۲۳

۶۵ـ ذهبی ، میـزان ، ج ۱ ، ص ۴

۶۶ـ عراقی ، عبدالرحیم حسین اثری ، الفیه ، دهلی ، مطبع الفاروق ، ص ۵۳ ، ۵۴

۶۷ـ ابن حجر ، شرح نخبه الفکر ، ص ۲۳۳، ۲۳۵

۶۸ـ سیوطی ، تدریب ج ۱ ، ص ۳۳۲ تا ۳۳۵)حاشیه)

۶۹ـ ابن الطلاع ، ابو عبدالله محمد بن خرج مالکی ، اقضیه رسول الله صلی الله علیه وسلم ، بیروت ، دار الکتب اللبنانی ، ۱۹۸۲ ، ص ۷۱ ، تحقیق و تدوین اعظمی ، محمد ضیاء الرحمن .

۷۰ـ ابن منظور ، لسان العرب ،
۲.۱۴۳۶ ، ۳.۱۷۴۱ ، ۵.۳۸۴۰ ، لاروس ، ۶.۴۹۳۳ ، ۶.۴۷۲۸ ، ۲.۱۳۳۰ ، ۳.۱۵۲۲ ، ۲.۱۷۲۱
، ۳.۲۴۷ ، ۳.۲۰۳۳ ، ۳.۲۱۳۸ ، ۶.۴۷۲۸ ، ۴.۲۵۸۷ ، ۵.۳۸۴۰ ، ۴.۲۷۸۶ ، ۴.۲۶۷۶ ،
۱.۲۲۹ ، ۱.۴۳۰ ، ۱.۴۵۳ ، ۱.۷۱۳ ، ۲.۱۱۴۴ ، ۳.۱۶۲۱ ، ۳.۱۹۳۵ ، ۴.۲۵۶۵ ، ۴.۲۶۵۱ ،
۴.۲۶۵۱ ، ۴.۲۶۷۶ ، ۶.۴۴۲۶ ، ۵.۳۲۷۷ ، ۶.۴۴۲۶ ، ۶.۴۵۳۹ ، ۶.۴۷۹۳ ، ۶.۴۴۶۵ ،
۶.۴۸۵۷ ، ۶.۴۶۸۶ ، ۳.۱۹۹۸ ، ۶.۴۸۵۷ ، ۵.۳۸۴۰

۷۱ـ خطیب بغدادی ، کفایه ، ص ۱۴۳ ، ۱۴۴

۷۲ـ ایضاً ، ص ۱۵۸

۷۳ـ ابن حجر ، شرح نخبه ، ص ۲۹

۷۴ـ خطیب ، کتاب مذکور ، ص ۱۴۳، ۱۴۴

۷۵ـ ایضاً ، ص ۱۲۰

۷۶ـ الطحان، محمود دکتور ، تیسیر مصطلح الحدیث ، ص ۸۷

۷۷ـ خطیب ، کفایه ، ص ۱۳۸

۷۸ـ الطحان ، کتاب مذکور ، ص ۹۴

۷۹ـ ابن ابی حاتم ، الجرح و التعدیل ، ج ۲ ، ص ۳۷
سیوطی ، تدریب ج ۱ ، ص ۳۳۶ ، خطیب ، الکفایه ، ص ۲۳

۸۰ـ ابن الطلاع مالکی ، اقضیه رسول الله ، ص ۷۳

۸۱ـ سعدی هاشمی ، دکتور ، ابوزرعه الرازی و جمهوده فی السنة النبویه ، مدینه منوره ، المجلس العلمی احیاء التراث الاسلامی ، ۱۹۸۲ء ، ج ۲ ، ص ۲۹۳ تا ۲۹۵

۸۲ـ عراقی ، الفیه ، ص ۵۵ ، ۵۶

۸۳ـ ذهبی ، میزان ، ج ۱ ص ۴

۸۴ـ ابن حجر ، شرح نخبه ، ص ۲۳۳ ، ۲۳۴

۸۵ـ پرویز ، غلام احمد ، اسباب زوال امت ، کراچی، اداره طلوع اسلام، ۱۹۵۲، ص ۶۲ .